© rasailojaraid.com

از جناب شریف احمد طاہر

اسلامی نظام تعلیم کے خلاف
فرنگی حکمرانوں
کی
سازش

سلم ترم اس کرۂ ارض پہ چودہ سو سال سے جاوداں ہے۔ اس کے سفر کا آغاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہنمائی میں ہوا اور طاقت و توانائی خلفائے راشدینؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، علمائے کرام، معلمین ائمہؒ اور صوفیائے عظامؒ سے حاصل ہوتی رہی جب پرچم اسلام کو بنوامیہ نے اپنے ہاتھوں میں لیا تو انہوں نے اس کو چین اور سپین تک لہرایا۔ فرانس (کوہ پائرینز) کی سرحدوں کو عبور کیا۔ کرۂ ارض کے مکینوں کو حیاتِ نو کا پیغام دیا اور علوم و فنون کی سرپرستی کی اور خلفائے بنوامیہ کا اسپینی دور علمی و سیاسی دونوں اعتبار سے عہدِ زریں کہلایا۔ جب یہ شمعِ فروزاں بنوعباس کے ہاتھ میں آئی تو علوم و فنون کو جلا ملی۔ نئی نئی ایجادات ہوئیں۔ جدید اصول مرتب ہوئے۔ تجربہ گاہیں اور رصد گاہیں تعمیر ہوئیں۔ بیت الحکمت کی بنیاد پڑی۔ دارالترجمہ قائم ہوا اور جو علوم و فنون سربستہ راز تھے اور جسے عیسائی دنیا گمراہی و ضلالت کا پلندہ تصور کرتی تھی اسے مسلمانوں نے نسخۂ کیمیا بنا کر پیش کیا جس سے خود عیسائیوں نے استفادہ کیا۔ بنوعباس نے اپنے دورِ عروج میں خود علمی، دینی، تمدنی اور ثقافتی ہر میدان میں دنیا کی رہنمائی کی اور دورِ زوال جس میں طاقت [illegible]

ترک و دیالمہ اور سلجوقی ترک بن گئے تھے شمع کو روشن رکھا، علوم و فنون کو عام کیا، دینی احساس کو بیدار کیا، خاص طور سے سلاجقہ۔ ملک شاہ سلجوقی اور اس کا وزیر نظام الملک طوسی اس میدان میں فائق اور عظیم صلاحیتوں کے مالک ثابت ہوئے۔ علم کی شمع روشن رکھنے کے لیے درسگاہیں بنوائیں۔ فضلاء اور ماہرین کے لیے مسندِ درس قائم کی۔ طلبہ کے لیے جدید طرز کی سہولتیں، قیام و طعام فراہم کیے۔ ان کے لیے وظائف مقرر کیے اور مدارس کا جال بچھا دیا۔

الحاکم بامر اللہ نے سب سے پہلا مدرسہ قائم کیا۔ پھر استاذ ابو بکر فورک کے لیے نیشاپور میں ایک مدرسہ تعمیر ہوا اور دوسرا مدرسہ بیہقیہ کے نام سے تعمیر ہوا جس کے مدرس اعظم ابوالقاسم اسفرائنی تھے اور اس میں امام الحرمین اور امام غزالیؒ کے استاذ اپنے والد کے انتقال کے بعد داخل ہوئے۔ محمود غزنویؒ نے دارالسلطنت غزنی میں مدرسہ قائم کیا اور فتوحاتِ ہند کا ایک قیمتی حصہ اس پر صرف کر دیا۔ جاگیریں وقف کیں۔ غزنویؒ کے بھائی امیر نصر بن سبکتگینؒ نے بھی نیشاپور میں مدرسہ بنایا جس کا نام سعیدیہ رکھا۔ اس کے بعد ہی نظام الملک نے مدارس کا جال بچھایا اور انہیں نظامیہ بغدادیہ کے ماتحت رکھا۔ ابو نصر صباغؒ، شیخ جمال الدین شیرازیؒ، علی بن مظفرؒ، امام عبداللہ الحسین طبریؒ، قاضی ابو محمد شیرازیؒ، امام ابو حامد غزالیؒ اور ان کے چھوٹے بھائی احمد غزالیؒ جیسے حکمائے اسلام اور ماہرین اس مدرسہ میں تدریس کے فرائض پر فائز رہے۔ اس کے ماتحت نظامیہ کا ایک طویل جال بچھا دیا گیا۔ نیشاپور، اصفہان، مرو، خوزستان، موصل، جزیرہ ابن عمرؓ، آمل، بصرہ، ہرات، بلخ، طوس قابل ذکر ہیں جس میں ابوالمعالی [illegible] ابو حامد غزالیؒ، ابو المعالی نیشاپوریؒ وغیرہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مسندِ درس پر سرفراز ہوئے۔ جامعہ ازہر کی تعمیر ہوئی۔ جامعہ قیروان کی اساس پڑی۔ جامعہ زیتونہ نے نہ مٹنے والے نقوش ثبت کیے۔ ان میں تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، طب، فلسفہ، کیمیا، علمِ نجوم، ریاضی اور جغرافیہ کی تعلیم ہوتی تھی مگر صلیبی حملوں نے اس تسلسل کو ناقابلِ ذکر نقصان پہنچا دیا اور ان مدارس کا رُخ مغرب میں ترکی اور مشرق میں برصغیر کی طرف ہوا اور اس میں ملوکِ خلجی، پٹھان، تغلق اور مغلوں نے ایک جوش، ولولہ اور حمیتِ دینی اور علوم و فنون کی آبیاری کی۔ ان اداروں کی سرپرستی سیاسی تفوق رکھنے والے افراد کرتے تھے۔ مگر جب مسلمان سیاسی طور پر کمزور ہوئے تو یہ نظام ان اللہ کے مخلص بندوں کے ہاتھ میں آیا جنہوں نے اس کی سرپرستی علمی اور مالی دونوں طرح سے کی اور دینی مدارس کے نظام کی داغ بیل ڈالی اور نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم کیا۔ دینی تعلیم کا رواج ہوا۔ زبان کو استحکام حاصل ہوا۔ اسلامی ثقافت و دین کی حفاظت کرنے میں بڑی مدد ملی۔

پھر ایک ایسا دور آیا کہ اس برصغیر پر انگریز قوم نے حیلہ و بہانہ اور مکر و فریب سے قبضہ جمالیا تھا اور اس کے بعد اس نے جس جبر و استبداد اور ظلم و سفاکی سے یہاں حکمرانی کی ہے یہ اس کی مختصر داستان آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں گویا سے

وسعتِ دل ہے بہت وسعتِ صحرا کم ہے
اس لیے دل کو تڑپنے کی تمنا کم ہے

جبکہ انگریز قوم نے یہاں کی مسلم قوم کو اپنی روایات، ثقافت، تمدن و سیاست اور ملی جوش و خروش سے اس حد تک ناآشنا کر دیا ہے جس کا رونا علامہ اقبال مرحوم نے یوں رویا ہے سے

کتابیں دے کے مجھ سے تیغ و خنجر چھیننے والے
تری تعلیم سے اچھا تھا جوشِ جنوں میرا

۱۸۵۷ء سے جب اس جابر و قاہر، ظالم و کافر اور مکار قوم نے اس ملک پر زبردستی تسلط جمالیا تھا اور یہاں کی دولت، سیاست، ثقافت، معیشت، قومیت تمام چیزوں کو تباہ کر دیا تھا۔ اس سلسلہ میں کس کس نقصان کا ذکر کیا جائے بلکہ

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

پھر اس نے جہاں برصغیر کے لوگوں کی جان و مال، دین، مذہب، ضمیر و خمیر اور ذہن و دماغ سب کو نقصان پہنچایا اور مسلمان قوم کو بنیادی اور ذہنی طور پر ناکارہ کرنے کا پروگرام اور جو سامان اس نے مہیا کیا وہاں اس نے اس قوم کو وہ نظامِ تعلیم دیا جس سے ملک و قوم کی دینی و مذہبی کایا پلٹ گئی جبکہ انگریزی اقتدار سے قبل یہاں دینی علوم و فنون کا رواج بھی زوروں پر تھا۔ اس ملک میں سکول اور دینی مدارس کا یہ حال تھا کہ اس وقت کے سرکاری گزٹ کے مطابق صرف متحدہ بنگال میں مسلمانوں کے دس ہزار مدارس تھے۔ ادھر مضافاتِ دہلی میں صبح الاعشیٰ قلقشندی کے قول سے ایک ہزار عربی مدارس تھے جن میں سے ایک مدرسہ شوافع کا تھا اور باقی تمام احناف کے تھے۔ اسی طرح انگریز سیاح ڈاکٹر ہملٹن جب ۱۴۹۰ء میں سندھ آیا تو اس نے سفرنامہ بعہدِ اورنگ زیب میں ٹھٹھہ جیسے قصبے کے بارے میں لکھا ہے کہ یہاں مذہب اور فلسفے کا خوب چرچا ہے اور چار صد دار العلوم ہیں۔

پھر جس وقت انگریز نے اس ملک میں اسلامی روایات اور علوم و فنون کے مراکز و مدارس کو مختلف تدابیر سے ختم کر دیا اور اپنا وضع کردہ مجوزہ نظامِ تعلیم رائج کر دیا جسے [illegible] کرکے کہا تھا۔ "ہماری سکولوں،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کالجوں میں انگریزی تعلیم کا مقصد ایسے نوجوان تیار کرنا ہے جو رنگ و نسل کے اعتبار سے ہندوستانی ہوں اور دل و دماغ سے انگلستانی ہوں۔" یہ آواز برسرِ اقتدار قوم کی آواز تھی۔ اس تعلیم سے ایسی نسلیں اُبھرنی شروع ہو گئیں جو گوشت پوست کے لحاظ سے یقیناً ہندوستانی تھیں لیکن اپنے طرزِ فکر اور سوچنے کے رنگ ڈھنگ سے خالص انگریزی بن چکی تھیں۔

اس عیار و مکار قوم انگریز کے کیا ارادے تھے ان کے اپنے انداز میں ملاحظہ فرمائیں۔

پادری جارج ای پوسٹ نے "پروٹسٹنٹ" فرقہ کی صد سالہ جوبلی میں یہ تقریر کی:

"یہ زندگی کی جنگ ہے۔ ہمیں مسلمانوں پر فتح حاصل کرنی چاہیے ورنہ وہ ہم پر فتح پالیں گے۔ ہم کو عرب جانا چاہیے سوڈان جانا چاہیے۔ وسط ایشیا کا سفر کرنا چاہیے۔ اور یہاں کے لوگوں کو عیسائی بنانے کا کام کرنا چاہیے ورنہ مسلمان صحراؤں کو عبور کر کے آگ کی طرح پھیلیں گے۔"

اور مستشرق مؤرخ ولفرڈ کانٹ ویل نے یوں لکھا ہے:

"اسلام ہی پوری مغربی تاریخ اور مغرب کا واحد اور حقیقی حریف ہے۔ ہمیں یہ پتہ لگانا چاہیے کہ اسلام کا مقابلہ کیوں سخت ہے اور ماضی میں کس طرح اسلام ایک خطرہ بن کر سامنے آیا تھا اور اب وہ تقریباً نصف سے بھی دنیا پر چھایا ہوا ہے۔"

مشن سکول کے بانیوں اور پادری ولیم نے اپنے مشنری مرکز کو ہدایت دی:

"اس نظامِ تعلیم کا اصل مقصد مسلمان علماء کے وقار کو مجروح کر کے ان کے خلاف مسلم معاشرے میں نفرت و حقارت کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔"

اور مشنریوں کے الفاظ میں:

"جب تک رائے عامہ ان مذہب کے ٹھیکیداروں کے خلاف نہ ہو جائے تب تک ہندوستانیوں کے درمیان مسیح کو پیش کرنا ممکن نہیں۔"

برطانیہ کے وزیر اعظم مسٹر گلیڈ سٹون نے دارالعوام میں قرآن ہاتھ میں لے کر تقریر کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

"جب تک مسلمانوں کے پاس یہ ایسی کتاب موجود ہے ہم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔"

اس کے بعد اس نے قرآن کی مزید (ناقابلِ تحریر و برداشت) توہین کی۔ ایسی خرافات اور اسلام کے خلاف تعقیوں کے بعد یہ گستاخ انگریز جب پہلے بحری جہاز میں سفر کر رہا تھا قرآن والے نے اس جہاز کا بیڑا فرعون کی طرح غرق کر دیا تھا اور لارڈ میکالے جیسے مشہور انگریز کی اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے عداوت تو ضرب المثل ہے۔ اسی واسطے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسین رحمہ اللہ تعالیٰ فرمایا کرتے تھے کہ

"روئے زمین پر عیسائیوں اور انگریزوں سے بڑا کوئی دشمن ہمارا نہیں۔ اس لیے ہم بھی انگریز کے سب سے بڑے مخالف ہیں۔"

اور وہی ہوا کہ ایک طرف تو اس انگریزی نظامِ تعلیم سے قوم و ملک کے اثر پذیر طبقہ کا ذہن اس طرح بنایا گیا جس طرح کا منصوبہ تھا اور دوسری طرف علماء پر عرصۂ حیات تنگ کیا گیا۔ ان کے ذرائع تعلیم اور تبلیغ اور مدارس [illegible] طور پر ۱۸۵۷ء کے انقلاب میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حصہ لینے والے علماء میں سے جو باقی رہ گئے تھے ان کو نہایت بے رحمی سے ختم کیا گیا۔

۱۸۵۷ء کے جہادِ حریت کے بعد جب حضرات مجاہدین نے دیکھا کہ ملک ہاتھوں سے گیا اور یہ خطرناک سیلاب اُمڈ آیا تو اب ملت کے تحفظ اور دین کی بقاء اور اس کے استحکام کے لیے کوئی دوسرا محاذ قائم کرنا ضروری ہے تو حضرات شیخین مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اور لارڈ میکالے کے چیلنج کا مقابلہ کرنے اور ایشیاء میں مسلمانوں کی عربی زبان کے احیاء، تہذیب و تمدن کے تحفظ، ملک میں دینی استحکام و دوام کے لیے مدارس دارالعلوم اور جامعات کا نظام قائم کیا اور یہ نعرہ بلند فرمایا:

"ہماری تعلیم کا مقصد ایسے جوان تیار کرنا ہے
جو رنگ و نسل کے اعتبار سے ہندوستانی
ہوں اور دل و دماغ کے لحاظ سے مسلمان ہوں
جن میں اسلامی تہذیب و تمدن کے جذبات
بیدار ہوں اور دین و سیاست کے اعتبار سے
ان میں اسلامی شعور زندہ رہے۔"

بلاشبہ دارالعلوم دیوبند ہند و پاک میں ہی نہیں بلکہ دیگر ممالک میں بھی تحفظ ناموسِ رسالتؐ و صحابہؓ اور بقائے اسلام کا ذریعہ ہے۔ علماء دیوبند کی جماعت مسلک حقہ کی ہمہ گیری کی وجہ سے ہر فتنہ کی مداخلت کے لیے سینہ سپر ہے۔ ان علماء نے ہر دور میں اعلاء کلمۃ الحق، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کیا ہے اور اسی اسلوب اور اسی رنگ ڈھنگ میں جس رنگ میں فتنہ نے سر اٹھایا۔ ان مدارس اور درسگاہوں نے مسلمانوں کے نشو و نما اسلامی تشخص کو برقرار رکھنے اور قوم کو طاقت و توانائی دینے میں اہم کردار ادا کیا اور جب تک ان مدا[illegible] ملتی رہے گی اور یہ پودا برگ و بار لاتا رہے گا۔ مسلمانوں کو اپنا تشخص اور اپنی سالمیت برقرار رکھنے میں مدد ملے گی اور ان مدارس ہی کے استحکام میں ان کا وجود، تشخص اور سالمیت مضمر ہے۔

خودی میں ڈوب جا غافل یہ سرِ زندگانی ہے
نکل کر حلقۂ شام و سحر سے جاوداں ہو جا

بقیہ: مولانا عزیر گلؒ

حضرت مدنیؒ فرماتے ہیں۔ مولوی عزیر گل صاحب تو اپنی کوٹھڑی میں رہ کر اپنی گردن اور گلے کو پھانسی کے لیے ناپتے اور دباتے تھے کہ ذرا مہارت ہو جائے اور پھانسی کے وقت یکبارگی تکلیف سخت نہ پیش آئے اور تجربہ کرتے تھے کہ دیکھیں کس قسم کی تکلیف ہوتی ہے مگر سب کے دل مطمئن تھے گویا کہ نانی کے گھر میں آرام کر رہے ہوں۔

قید میں رہتے ہوئے مولانا عزیر گل صاحب نے قرآن شریف حفظ کرنے کی کوشش کی اور ترکی زبان سیکھی۔ مولانا عزیر گل جس طرح دیوبند میں حضرت شیخ کے خادم خاص تھے تو معتقل مدینہ منورہ اور اسارتِ مالٹا میں بھی خادم خاص رہے۔ دیوبند واپس آنے تو آپ کا مسکن وہ مکان تھا جس میں اس وقت حضرت شیخ الہندؒ کی بھابھی کی اولاد رہتی ہے۔ آپ کی شادی دیوبند میں سابق صدر مدرس فارسی مولانا محمد شفیع حسین کی بہن سے ہوئی تھی اور ان سے دو لڑکے ہیں۔ ایک کا نام محمد زبیر ہے جنہیں عبدالرؤف بھی کہتے ہیں، دوسرے کا نام محمد زبیر ہے۔ دو لڑکیاں ہیں جو صاحب اولاد ہیں۔

مولانا عزیر گلؒ کی وفات سے نہ صرف ایک عظیم مجاہد آزادی اس دنیا سے چل بسا بلکہ حضرت شیخ الہندؒ کی یادگار کی آخری کڑی بھی ٹوٹ گئی ؎ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

(بشکریہ دیوبند ٹائمز)

© rasailojaraid.com